عصر حاضر میں ذبح کی جدید صورتیں: شرعی وتحقیقی جائزہ

Modern ways of slaughtering: A research study in the context of Islamic Shariah

Muhammad Nauman
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies
Haripur University
Faisal Iqbal
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies
Haripur University

ABSTRACT

Islamic Sharia has quite different as compared to other religions in abide by rules about slaughtering of animals. The butchering of animals is not an ordinary work which can be carried out by anyone according to his own desire without the holy guidance. It is a mere religious matter that has specific conditions which should be adopted. As the Holy Quran and Hadith narrate some conditions for slaughter as well as the instruments of slaughtering. Since the technology has been so developed in present era, that is called mechanical era, some new ways of slaughtering have been introduced as well. We need to know whether, these methods are fulfilling the need of Islamic law or not. The laying article analyzes the exclusive definition of slaughtering, its modern methods and its impact upon the animals that did it meet the needs of basic Islamic criteria of slaughtering. The findings will clearly show the allowed or prohibited ways of butchering of the aforementioned modern day ways of practices.

Keywords: Slaughtering, Shariah, Instruments, Islamic law, Modern methods

تمہید

شریعت اسلامیہ ذبح حیوان کے بارے میں خاص طریقے اور اصول مقرر کرنے میں دوسرے تمام مذاہب سے بالکل الگ اور جدا ہے، لہذا ذبح حیوان کا معاملہ ایسا معمولی کام نہیں ہے کہ آدمی جس طرح چاہے ذبح کرے، اور وہ کسی اصول یا احکام کا پابند نہ ہو، بلکہ یہ معاملہ ان امور تعبدیہ میں سے ہے جن کے بارے میں قرآن و حدیث میں وارد احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

احادیث میں ذبح کو شریعت اسلامیہ کے امتیازات میں شمار کیا گیا ہے جس کے ذریعے مسلمان غیر مسلم سے جدا ہو جاتا ہے، چنانچہ بخاری شریف میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله، فإذا قالوها، وصلوا صلاتنا، واستقبلوا قبلتنا، وذبحوا ذبيحتنا، فقد حرمت علينا دماؤهم وأموالهم، إلا بحقها وحسابهم على الله"[1]

کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک کہ وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہیں جب وہ لوگ یہ کہہ دیں اور ہماری جیسی نماز ادا کریں، اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں، اور ہمارے طریقے سے ذبح کریں تو اس وقت ان کا خون اور مال ہمارے اوپر حرام ہے

حافظ ابن حجرؒ حدیث کی تشریح میں کہتے ہیں:

اس حدیث سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ لوگوں کا معاملہ ظاہر پر محمول ہے، لہذا جو شخص دین کے شعائر کو ظاہر کرے گا، اس کے اوپر اہل اسلام جیسے احکام جاری ہونگے، جب تک کہ اس کے خلاف بات سرزد نہ ہو[2]۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ذبح کے احکام خاص نہ ہوتے تو ہر حیوان کا کھانا جائز ہو جاتا، چاہے اسے دہری، کافر اور مجوسی نے ذبح کیا ہوتا، صرف مسلمان یا کتابی کے ذبیحہ کی حلت پر موقوف نہیں ہوتا۔ حیوانات کے علاوہ جو دوسری غذائیں ہیں ان کے بارے میں اسلام نے کوئی قید و بند نہیں لگایا، ان کا استعمال مذہب سے قطع نظر کر کے جائز ہے، اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اسے کس نے بنایا۔ اب اگر ذبح بھی امور عادیہ میں سے ہوتا تو اس میں بھی اس بات کی اجازت ہونی چاہئے تھی کہ جس کا ذبیحہ بھی ہو قطع نظر اس کے دین کے اس کا کھانا جائز ہوتا، لیکن اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی۔ لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت اسلامیہ نے حیوانی غذاؤں کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ تاکید کی ہے، اور ان کے استعمال اور حلال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتاب وسنت میں شرعی ذبح کے احکام کے مطابق ہو۔

شرعی ذبح اور اس کے شرائط:

ذبح کو شریعت میں "تذکیہ اور ذکاۃ" کہا گیا ہے، تذکیہ کے بارے میں "معانی القرآن للزجاج" میں ہے:

"أصل الذكاء في اللغة كلها تمام الشيء، (إلا مَا ذَكَيْتمْ) ما أذْكَيْتُم ذَبْحة على التمام[3]".

ذکاء کی اصل لغت میں یہ ہے کہ کسی چیز کا پورا کرنا، اسی وجہ سے عمر میں اور فہم میں استعمال ہوتا ہے۔ ذکاء فی السن، کامل عمر والے کو اور ذکاء فی الفہم اس آدمی جو سمجھدار ہو- إلا مَا ذَكَيْتمْ کا مطلب یہ کہ تم مکمل طریقے پر ذبح کرو۔

تذکیہ کی اصطلاحی تعریف

تذکیہ کی اصطلاحی تعریف امام قرطبیؒ کہتے ہیں:

"أنها في الشرع عبارة عن إنهار الدم وفري الأوداج في المذبوح، والنحر في المنحور والعقر في غير المقدور، مقرونا بنية القصد لله وذكره عليه[4]"-

تذکیہ شریعت میں مذبوح کا خون بہانا اور رگیں کاٹنا، نحر کیا جانے والے جانور کو نحر کرنا، اور جس جانور پر قدرت نہ ہو اس کو زخمی کرنا، اور یہ کام اللہ تعالی کی رضا کے لئے اور اس کا نام لے کر ہونا چاہئے۔

حیوان کی روح نکالنے کا طریقہ

شریعت میں ذکاۃ (ذبیحہ) دو قسمیں ہیں:

1۔ ذکاۃ اختیاری 2۔ ذکاۃ اضطراری

1۔ ذکاۃ اختیاری سے مراد وہ ذبح ہے جس میں جانور انسان کے قابو میں ہو، اس صورت میں میں شریعت اسلامیہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے گلے پر چھری پھیری جائے، اور اس کی چار رگیں (سانس کی نالی، نرخرہ، اور دونوں شہہ رگیں) کاٹی جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ اثر منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

" الذكاة في الحلق واللبة "[5]

کہ ذبح حلق اور لبہ (گردن کی جڑ اور سینہ کے درمیان کا گڑھا) میں ہے۔

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ذبح میں ان مذکورہ چار چیزوں کو کاٹا جائے گا۔ اختلاف اس بات پر ہے کہ اگر ذبح کے دوران ان چار چیزوں میں کوئی چیز کٹنے سے رہ جائے تو کیا جانور حلال ہو گا یا نہیں؟

حضرات شوافع کا مسلک

امام شافعیؒ "الام" میں لکھتے ہیں:

"كمال الذكاة بأربع الحلقوم والمريء والودجين وأقل ما يكفي من الذكاة اثنان الحلقوم والمريء[6]"۔

مکمل ذبح چار چیزوں کے کٹنے میں ہے: سانس کی نالی، کھانے کی نالی، اور دو رگیں۔ ذبح کے لئے کم سے کم دو چیزوں کا کٹنا کافی ہے: سانس کی نالی اور کھانے کی نالی۔

علامہ نوویؒ "المجموع" میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کیوں کہ حلقوم سانس گزرنے کی جگہ، اور مری کھانا گزرنے کی جگہ ہے، اور روح ان دونوں کے کٹنے سے باقی نہیں رہتی[7]۔

امام مالکؒ کا مسلک

امام مالکؒ کا مسلک کیا ہے؟ مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

امام مالکؒ سے اس بارے میں روایات مختلف ہیں، البتہ ان کی کتابوں سے راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک دو ودجین اور حلقوم کو کاٹنا واجب ہے، مری ء کو کاٹنا واجب نہیں[8]۔

حنابلہ کا مسلک:

امام احمدؒ سے ذبح کی تعیین میں دو روایتیں منقول ہیں، ایک روایت امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق ہے کہ صرف حلقوم اور مری ء کا کاٹنا کافی ہو جائے گا، اور دوسری روایت یہ ہے کہ سب حلقوم اور مری ء کے ساتھ ودجین کا بھی کاٹنا ضروری ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قدامہ "المغنی" میں امام احمد کی دونوں روایتیں ذکر کرنے کے بعد پہلی روایت جو امام شافعیؒ کے مسلک کے موافق ہے ترجیح دی ہیں[9]۔

احناف کا مسلک

احناف میں ائمہ ثلاثہ کا الگ الگ مذہب ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک چاروں چیزوں میں سے کوئی تین اگر کٹ جائیں تو ذبح صحیح ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب تک حلقوم، مری ء اور کوئی ایک رگ نہ کٹے اس وقت تک ذبیحہ درست نہ ہو گا۔ امام محمدؒ کا مسلک یہ ہے ان چاروں رگوں کا اکثر حصہ کٹنا ضروری ہے[10]۔

تفصیل میں اختلاف کے باوجود فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ افضل اور اولی یہ ہے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، چنانچہ علامہ ابن قدامہ "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"ولا خلاف في أن الأكمل قطع الأربعة؛ الحلقوم، والمريء والودجين،... ويخرج من الخلاف، فيكون أولى." [11]

چاروں رگیں حلقوم، مری، اور ودجین کے کٹنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔۔۔ اور اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے۔

2۔ ذکاۃ اضطراری: اگر جانور بے قابو ہو جائے، یا شکار کے دوران اس کو ذبح کرنا دشوار ہو تو ان دونوں صورتوں میں کسی بھی آلۂ جارحہ سے اس کا خون بہایا جائے، یہاں تک کہ وہ مر جائے، ایسے جانور کے حلال ہونے کے لئے اس کو ذبح کرنا یا نحر کرنا ضروری نہیں ہے، ذکاۃ کی اس قسم کو ذکاۃ اضطراری کہا جاتا ہے۔

ذبح کرنے کا آلہ کیسا ہونا چاہئے؟

آلات ذبح کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ ذبح تمام تیز دھار والی چیزوں سے ہو جاتا ہے، چاہے وہ کسی بھی دھات سے ہو، مثلاً لوہا، چاندی، پیتل، شیشہ وغیرہ، البتہ شرط یہ ہے کہ رگوں کا کٹنا آلہ کی تیزی کی وجہ سے ہو نہ کہ اس کے وزن کی وجہ سے۔ اس کی بنیاد نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے، جو صحیحین میں مروی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

" ما أنهر الدم، وذكر اسم الله عليه فكلوه، ليس السن والظفر [12] "۔

جو چیز خون بہائے، اور جس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھاؤ، بشرطیکہ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔

احادیث کی روشنی میں تمام فقہاء متبوعین کا اس بات پر اجماع کہ آلہ کا تیز دھار ہونا ضروری ہے، سوائے دانت، اور ناخن کے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے، چاہے جسم کے ساتھ لگے ہوئے ہوں یا جسم سے الگ ہوں۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر ناخن یا دانت جسم سے الگ ہوں اور اتنے تیز دھار ہوں کی جانور ذبح کر سکیں تو کراہت کے ساتھ جائز ہے کیونکہ اس میں حیوان کو تکلیف زیادہ ہو گی۔ چنانچہ علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

"(إلا سنا وظفرا قائمين، ولو كانا منزوعين حل) عندنا (مع الكراهة) لما فيه من الضرر بالحيوان [13]"۔

سوائے لگے ہوئے دانت اور ناخن کے، اور اگر دانت یا ناخن اکھڑا ہوا ہو تو ہمارے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے اور کراہت اس لئے ہے کہ اس میں حیوان کو ضرر و تکلیف ہے۔

ذبح کے وقت "تسمیہ" کا پڑھنا

جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے ذکاۃ شرعی کے لئے ضروری ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے، لہٰذا اگر ذبح کرتے وقت ذابح نے قصداً بسم اللہ چھوڑ دیا تو امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہاء کے نزدیک اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تسمیہ بھولے سے رہ جائے تو امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ذبیحہ معتبر ہو گا، ان فقہاء کے نزدیک نسیان کے معاملے میں ذبیحہ اور شکار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ حنابلہ کے نزدیک ذکاۃ اختیاری میں نسیان معاف ہے، لیکن شکار کے جانور پر اگر شکاری نے تیر چلاتے وقت یا شکاری جانور کو چھوڑتے وقت "تسمیہ" نہیں پڑھا تو اس جانور کی ذکاۃ شرعی نہیں ہوئی، چاہے اس نے قصداً تسمیہ چھوڑا ہو یا نسیاناً۔

البتہ حضرات شوافع کے نزدیک تسمیہ کا پڑھنا سنت ہے، لہٰذا اگر کسی نے عمداً تسمیہ پڑھنا چھوڑ دیا، لیکن یہ چھوڑنا استخفافاً یا تہاوناً نہ ہو تو ذبیح درست ہے[14]۔

ذبح کرنے والے کا مسلمان اور کتابی ہونا

تذکیۂ شرعی کے حصول کی اہم شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو، اس کے ساتھ ساتھ وہ عاقل اور بالغ بھی ہو۔ چنانچہ علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

رہی بات ذابح کی تو اس میں دو شرطوں کا اعتبار ہو گا؛ (ایک) اس کے دین کا کہ وہ مسلمان ہو یا کتابی، (دوسرا) وہ عاقل بھی ہو، اور عقل اتنی ہو کہ بالقصد ذبح کرنا جانتا ہو، اگر اس کو عقل نہی ہے، جیسا کہ چھوٹا بچہ جو سن تمیز کو نہیں پہنچا، پاگل اور نشے میں دھت آدمی تو ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے، اس لئے کہ اس کے قصد کا اعتبار نہیں ہے[15]۔

بہر حال فقہاء کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ مسلمان کے لئے ذبیحہ اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ ذبح کرنے والے مسلمان یا کتابی نہ ہو، اور کتابی سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

اہل کتاب کے ذبیحہ کا مسئلہ

اس مسئلے میں تمام امت کا اتفاق ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے، اور یہ اہل تذکیہ میں سے ہیں، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُم ﴾[16]

جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان کا طعام تمہارے لئے حلال ہے۔

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیت میں طعام سے مراد ان کا مذبوح جانور ہے، چنانچہ علامہ ابن کثیر مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ابن عباس، ابو امامہ، مجاہد،، سعید بن جبیر، عکرمہ، عطاء، حسن، مکحول، ابراہیم نخعی، سدی، اور مقاتل بن حیان، ان سب کا کہنا ہے کہ (طعام سے مراد) ان کا ذبیحہ ہے۔ اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان (اہل کتاب) کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے، اس لئے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کا ناجائز سمجھتے ہیں، اور اپنے ذبیحے پر صرف اللہ کا نام لیتے ہیں[17]۔

اہل کتاب کا مصداق کون لوگ ہیں؟

احناف اور مالکیہ کے نزدیک اہل کتاب کا مصداق

احناف ؒ اور مالکیہ ؒ کے نزدیک اہل کتاب سے مراد تمام اہل کتاب (یہود و نصاری مراد ہیں)، چاہے وہ عرب میں رہتے ہوں یا عجم میں، ان میں کوئی تخصیص نہیں ہے[18]

حضرات شوافع کا مسلک

حضرات شوافع کے نزدیک اہل کتاب سے مراد عجمی یہود و نصاریٰ ہیں، اور نصاری عرب اہل کتاب میں سے نہیں ہیں۔ امام شافعی ؒ، حضرت عمر اور حضرت علی کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک نصاری عرب اہل کتاب میں سے نہیں ہیں[19]۔

اہل کتاب کے ذبیحہ کے شرائط

جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت حلال ہو گا جب وہ مسلمانوں کے طریقے کے مطابق تسمیہ پڑھ کر چاروں میں سے اکثر رگیں کاٹیں، ورنہ ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہو گا[20]۔

چنانچہ اگر اہل کتاب تسمیہ نہ پڑھیں، یا مسیح کے نام پر ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ جائز نہیں ہو گا[21]۔

اس (کتابی) کا ذبیحہ اس وقت حلال ہو گا، جب وہ اس پر اللہ کا نام لے، اور اگر نصرانی نے مسیح کا نام لیا تو نہیں کھایا جائے گا۔

مشینی ذبیحہ کا طریقہ کار

آبادی کی کثرت اور ان کی ضروریات میں زیادتی کی وجہ سے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کم وقت میں زیادہ پیداوار حاصل کی جائے، لہذا اس مقصد کے لئے آٹومیٹک مشینی آلات تیار کئے گئے۔ چنانچہ آج دنیا میں گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے بڑے بڑے مذبح خانے وجود میں آئے ہیں، جن میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ان مشینی آلات سے ذبح کئے جانے والے جانوروں کے بارے میں شرعی حکم جاننا

ضروری ہے۔ البتہ جانوروں میں مرغی کے ذبح کا طریقہ الگ ہے اور دوسرے جانور مثلاً گائے اور بکری کا طریقہ الگ ہے، پہلے مرغی کے مشینی ذبیحہ کا طریقہ اور اس کے احکام ذکر کرتے ہیں۔

مرغیوں کے ذبح کا طریقہ

مذبح خانوں (Slaughter Houses) مرغیوں کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو مشین ہوتی ہے وہ ایک لمبے لوہے کی چین پر مشتمل ہوتی ہے جو ہال کی چوڑائی میں دو دیواروں کے درمیان نصب ہوتی ہے، اس پٹڑی کے نچلے حصے میں بہت سے ہک لگے ہوتے ہیں، جن کا رخ زمین کی طرف ہوتا ہے، پھر ایک بڑے ٹرک کے اندر مرغیاں لائی جاتی ہیں، اور ہر مرغی کو پاؤں سے پکڑ کے پاؤں کے ذریعے پٹڑی پہ لگے ہوئے ہکوں کے ساتھ اس طرح لٹکا دیا جاتا ہے کہ اس کے دونوں پاؤں تو ہک کے ساتھ کڑے میں بندھے ہوتے ہیں، باقی سارا جسم اس طرح الٹا لٹکا ہوتا ہے کہ اس کی چونچ اور گردن زمین کی طرف ہوتی ہے، پھر یہ ہک پٹڑی پر لٹکی ہوئی مرغیوں کو لے کر چلتے ہیں اور اس جگہ لے آتے ہیں جہاں پانی گر رہا ہوتا ہے، اس پانی میں بجلی کا کرنٹ ہوتا ہے جو مرغی کو سن کر دیتا ہے، مرغی جب سن ہو جاتی ہے تو ہک ایسی جگہ لے جاتا ہے جہاں گھومنے والی چھری لگی ہوتی ہے، جو بے سدھ مرغی کی گردن پہ پھرتی ہے اور تمام مرغیوں کی گردنیں کٹ جاتی ہیں۔ گردن کٹنے کے بعد ہک مرغیوں کو ایسی جگہ سے گزارتا ہے جہاں گرم پانی ہوتا ہے، اس کے ذریعے ان کے پروں اور بالوں کی صفائی ہوتی ہے۔ اس کے ان کی آلائشیں وغیرہ نکالی جاتی ہیں، اور گوشت ڈبے میں پیک کر کے فریزر کیا جاتا ہے۔

اس مذکورہ طریقہ کار میں شرعی اعتبار کچھ مسائل پائے جاتے ہیں، ان کا حل ضروری ہے، وہ مسائل یہ ہیں کہ:

1. مرغیوں کا کرنٹ کے پانی سے گزرنا
2. گھومنے والی چھری سے گردن کا کٹنا
3. اس طریقے میں تسمیہ کا وجوب کیسے ادا کیا جائے گا؟
4. گرم پانی سے مرغی کا گزرنا

تفصیل اور مسائل کا حل

1. مرغیوں کے کرنٹ کے پانی سے گزرنے کی وجہ سے ان کے ذبیحہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ کرنٹ میں گزرنے سے ان کا دماغ ماؤف ہوتا ہے، اور ذبح کے بعد خون کم نکلتا ہے۔ البتہ اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ کرنٹ اتنا زیادہ نہ ہو جو جانور کو جان سے مار دے۔ لہذا اگر ایسی کوئی صورت ہو کہ کرنٹ سے جانور

مر گیا تو اس کو وہاں سے نکالا جائے۔ بجلی کے کرنٹ کی سخت نگرانی کی ضرورت ہے کہ کہیں اس سے مرغیوں کی موت تو واقع نہیں ہوتی؟ اس عمل کا ترک کر دینا اولی ہے، تاکہ شک وشبہ نہ رہے۔

2. جہاں تک گھومنے والی چھری کا تعلق ہے تو اس کے ذریعے مرغیوں کی گردنیں کٹ جاتی ہیں، ظاہر ہے کہ اس سے ان کی چاروں رگیں کٹ جاتی ہیں، البتہ بعض اوقات ہک میں کسی حرکت کی وجہ سے بعض اوقات اس کی گردن بالکل نہیں کٹتی، اور بعض اوقت بہت تھوڑی جگہ کٹ جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی تمام رگوں کے کٹنے میں شبہ ہوتا ہے۔ اور ان دونوں صوروتوں میں ذکاۃ شرعی حاصل نہیں ہوتی۔

3. اس طریقے میں تسمیہ کا وجوب کیسے ادا ہوگا؟ اس طریقے میں سب سے پہلی مشکل یہ ہے کہ ذابح متعین نہیں ہے، کیونکہ تسمیہ کا پڑھنا ذابح پر واجب ہے، حتی کہ اگر ایک شخص تسمیہ پڑھے اور دوسرا ذبح کرے تو یہ صورت جائز نہیں، لہذا اب سوال یہ ہے کہ اس مشینی ذبیحہ میں ذابح کون ہے؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ جس شخص نے پہلی مرتبہ مشین اسٹارٹ کی وہ اس کا ذابح ہے، کیونکہ مشین کی تمام کارروائیاں اس کی طرف منسوب ہوتی ہیں جس نے مشین چلایا ہے، اس لئے کہ آلہ (مشین) ذوی العقول نہیں ہے کہ اس کی طرف فعل کی نسبت کی جائے، لہذا فعل کی نسبت اس شخص کی طرف کی جائے جس نے اس آلے کو استعمال کیا ہے، اور آلے کے واسطے وہی فاعل کہلائے گا۔

لیکن اب سوال یہاں یہ ہے کہ مشین چلانے والے نے صبح پہلی مرتبہ اسٹارٹ کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لی تو کیا ایک مرتبہ کی بسم اللہ ان ہزاروں مرغیوں کے لئے کافی ہوگی جو سارا دن اس مشین کے ذریعے ذبح ہوتی رہی ہیں؟

صرف ایک مرتبہ تسمیہ پڑھنا کافی نہیں:

قرآن کریم کی آیت﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ ﴾[22] سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر حیوان کے ذبح ہوتے وقت تسمیہ پڑھنا ضروری ہے کہ بسم اللہ پڑھنے کے فورا بعد اس کو ذبح کیا جائے۔ چنانچہ جمہور ائمہ ذبح کے وقت ہر جانور پر تسمیہ پڑھنے کو جانور کے حلال ہونے کے لئے شرط قرار دیتے ہیں، انہی جمہور ائمہ کے نزدیک اس تسمیہ کا متعین جانور پر ہونا، اور ذبح کے وقت تسمیہ کا پڑھنا، اور تسمیہ اور ذبح کے درمیان معتد بہ فاصلہ نہ ہونا بھی شرط ہے، چنانچہ یہاں چند فقہاء کی عبارتیں درج کی جاتی ہیں جو تسمیہ کے ہر متعین جانور پر پڑھنے اور تسمیہ اور ذبح کے درمیان عدم فاصلہ پر دال ہیں:

علامہ ابن قدامہ حنبلی "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"التسمية على الذبيحة معتبرة حال الذبح، أو قريبا منه، كما تعتبر على الطهارة. وإن سمى على شاة، ثم أخذ أخرى فذبحها بتلك التسمية، لم يجز، سواء أرسل الأولى أو ذبحها[23]"-

ذبیحہ پر تسمیہ وقت ذبحہ یا وقت ذبح کے قریب کی معتبر ہے جیسے کہ حصول طہارت کے وقت معتبر ہوتی ہے۔اور اگر ایک بکری ذبح کرنے کے لئے تسمیہ پڑھی اور دوسری بکری پکڑ اسی تسمیہ کے ساتھ ذبح کر دی تو جائز نہیں ہے خواہ پہلی بکری کو چھوڑ دیا ہو یا ذبح کر دیا ہو۔

اور اس عبارت کے مفہوم کو فتاوی ہندیہ[24] اور التاج والاکلیل[25] نے بھی نقل کیا ہے۔

خلاصہ ان عبارتوں کا یہ ہے کہ تسمیہ ہر جانور پر پڑھا جائے گا، پڑھنے اور ذبح کے درمیان زیادہ وقفہ نہیں ہونا چاہئے، لیکن یہ تمام شرائط یہاں مشینی ذبیحہ میں نہیں پائے جاتے، اس لئے کہ جس شخص نے پہلی مرتبہ مشین اسٹارٹ کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تو اس نے کسی متعین مرغی پر بسم اللہ نہیں پڑھی، اس کی بسم اللہ اور ہزاروں مرغیوں کے درمیان بڑا فاصلہ بھی موجود ہے، بعض اوقات پورے دن رات کا فاصلہ ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ وہ ایک پڑھی گئی بسم اللہ ان تمام حیوانات کے ذبح کے لئے کافی نہ ہو گی۔

مرغی کے ذبح کا متبادل طریقہ

مرغی کے ذبح کا متبادل طریقہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے مذکورہ اشکالات کو رفع کرنے کرنے کے لئے یہ تجویز کیا ہے کہ مشینی چھری کو ہٹا کر اس کی جگہ چار مسلمان کھڑے کئے جائیں جب لٹکی ہوئی مرغیاں ان کے پاس آئیں تو یہ انہیں تسمیہ پڑھ کر ذبح کر دیں، چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

> کہ اگر چھری کی جگہ چار افراد مقرر کئے جائیں اور وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کریں۔ تو پیداوار میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کا عملی تجربہ جزیرہ ری یونین میں کیا گیا، ان کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اس طریقہ سے پیداوار میں ذرہ برابر بھی کمی واقع نہیں ہوئی، اس لئے کہ وہ چھری جتنے وقت میں جتنی مرغیاں کاٹتی تھی، وہ چار افراد بھی اتنے وقت میں اتنی مرغیاں ذبح کر رہے تھے۔ اور یہ مشینیں انسانی طاقت سے بالکلیہ آزاد نہیں ہیں، بلکہ بہت سے مواقع میں انسانوں کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا اس ذبح کے موقع پر بھی کسی مسلمان کو کھڑا کیا جائے جو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو مسائل حل ہو جائیں گے[26]۔

4. گرم پانی سے مرغی کا گزرنا:

مشینی ذبیحہ کا آخری مسئلہ مرغیوں کو گرم پانی سے گزارنا ہے۔ مرغیوں کو ذبح کرنے بعد ان کو گرم پانی سے گزارا جاتا ہے، تاکہ اس گرم پانی سے ان کے پر صاف ہو جائیں۔ یہاں فقہی طور پر یہ اشکال یہ ہوتا

ہے کہ مرغیوں کو آنتیں اور آلائشیں نکالنے سے پہلے گرم پانی سے گزارنے سے بعض اوقات اگر پانی زیادہ گرم ہو تو مرغی کے اندر کی نجاستیں گوشت میں جذب ہو جاتی ہیں، فقہاء کرام نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ ایسا جانور کبھی پاک نہیں ہوتا۔ چنانچہ در مختار میں ہے:

"كذا دجاجة ملقاة حالة على الماء للنتف قبل شقها فتح[27]".

یہی حکم اس مرغی کا ہے جس کو شق کرنے سے پہلے بال صاف کرنے کے لئے ابلتے پانی میں ڈال دیا جائے۔

اس عبارت کے تحت علامہ عابدین لکھتے ہیں:

فتح میں فرمایا کہ ایسی مرغی کبھی بھی پاک نہیں ہو سکتی، لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پاک ہو جاتی ہے، اور علت یہ ہے کہ گرم ابلتے ہوئے پانی کی وجہ سے نجاست گوشت میں جذب ہو جاتی ہے[28]، واللہ اعلم۔

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرغی کے مذبح خانے (Slaughter Houses) میں تین چیزوں میں تبدیلی کی جائے تو مذبح خانہ شریعت کے مطابق ہو سکتا ہے:

1. پانی میں کرنٹ یا تو بالکل ہی نہیں چھوڑا جائے، یا پھر اس بات کا اطمینان کیا جائے کہ اس کرنٹ سے مرغی کی موت تو واقع نہیں ہوتی۔
2. گھومنے والی چھری کی جگہ مسلمان یا اہل کتاب ذابح رکھیں جائیں، اور وہ ہر مرغی کو ذبح کرتے وقت تسمیہ پڑھ لیں۔
3. ذبح کے بعد جس گرم پانی سے مرغیوں کو گزارا جاتا ہے، وہ اتنا گرم نہ رکھا جائے جس سے نجاست مرغی میں سرایت کر جائے۔

جدید مذبح خانوں میں جانوروں کو ذبح کرنے کا طریقہ:

اسٹننگ (Stunning) یعنی جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے بے ہوش کرنا۔

Stunning کی شرعی حیثیت

شرعی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے Stunning کے جائز ہونے کا تعلق اس بات پر ہے کہ آیا اس سے جانور کی تکلیف میں کمی ہوتی ہے یا اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے:

"إن الله كتب الإحسان على كل شيء، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح، وليحد أحدكم شفرته، فليرح ذبيحته "[29]

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنے کا حکم دیا ہے، لہذا جب تو (کافر) کو قتل کرو اچھے انداز میں قتل کرو، اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، اپنی چھری تیز رکھو، اور اپنے جانور کو راحت پہنچاؤ۔

اور یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ شریعت اسلام نے ذبح حیوان کا جو طریقہ جاری فرمایا ہے کہ اس کی گردن کی تمام رگیں کاٹی جائیں، یہ طریقہ حیوان کی روح نکالنے کے لئے بہت اچھا اور سہل ہے، جہاں تک بے ہوشی کے عمل کا طریقہ ہے، تو بعض حالات میں یہ جانور کے لئے بہت نقصاندہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ بے ہوش کرنے کے لئے اس کی پیشانی پر ہتھوڑا مارا جائے، اس عمل کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

جہاں تک اس جانور کے حلال و حرام کا تعلق ہے جس کو بے ہوش کرنے کے بعد ذبح کیا جاتا ہے، تو وہ حکم اس پر موقوف ہے کہ آیا بے ہوش کرنے کا عمل اس کے موت کا سبب بنتا ہے یا نہیں۔ لیکن آج کل ماہرین کا دعویٰ ہے کہ یہ عمل موت کا سبب نہیں بنتا، بلکہ اس عمل کے ذریعے وہ جانور ہوش و حواس گم کر دیتا ہے، اور تکلیف کا احساس کم کر دیتا ہے

شرعی طریقے سے جانور کو ذبح کرنے کے فوائد

اسلامی طریقہ ذبح پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس میں جانور پر ظلم کیا جاتا ہے، اس لیے یہ ایک بے رحمانہ طریقہ ہے۔ لیکن سائنسی تحقیق اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ جرمنی کی ایک یونیورسٹی "University Hanover" کے پروفیسر Schultz اور ان کے رفیق کار ڈاکٹر Hazem نے عملی تجربے سے ثابت کیا کہ اسلامی طریقہ ذبح انتہائی رحمدلانہ اور سب سے اچھا ہے، کیونکہ اس میں جانور کو کم سے کم تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے برعکس "کیپٹو بولٹ اسٹنگ" (Bolt Stunning Captive) "سے جانور کو بہت زیادہ اذیت پہنچتی ہے۔

اس تجربے میں یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ اسلامی طریقہ ذبح اور مغربی ممالک میں کثرت سے رائج طریقے (جس میں جانور کو پہلے سٹن (Stun) کیا جاتا ہے اور اس کے بعد گلے پر چھری پھیر کر خون بہایا جاتا ہے) میں جانور کو پہنچنے والی تکلیف میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ ان میں سے کس طریقے میں خون تیز رفتاری سے اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں نکل جاتا ہے اور کس طریقے میں جانور جلدی بے ہوش ہوتا ہے اور اس کے کیا اثرات پڑتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ہر جانور کا electroencephalogram (EEG) اور Electrocardiogram (ECG) کیا گیا۔

تجربے کی تفصیلات:

یہ تجربہ 10 بچھڑوں اور 17 بھیڑوں پر کیا گیا اور اس میں درج ذیل امور سرانجام دیے گئے:

1. سب سے پہلے تمام جانوروں کی کھوپڑیوں میں سرجری کر کے Electrodes اس طرح لگائے گئے کہ یہ دماغ کی سطح کو چھو رہے ہوں۔
2. اس کے بعد جانوروں کو روبہ صحت ہونے کے لیے کئی ہفتے تک چھوڑ دیا گیا۔
3. اگلے مرحلے میں کچھ جانوروں کو تیز دھار چھری استعمال کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کے مطابق ذبح کیا گیا اور کچھ جانوروں کو۔"کیپٹو بولٹ پسٹل" کے ذریعے سٹن کیا گیا۔
4. اس پورے عمل کے دوران ECG اور EEG کے ذریعے ہر جانور کے دل و دماغ کے اند ہونے والی تبدیلیوں کا بغور مشاہدہ کیا گیا۔

شرعی طریقہ ذبح کے نتائج:

1. ذبح کرنے کے بعد پہلے تین سیکنڈ کے دوران گراف میں کوئی تبدیلی نہ آئی جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس دوران یا فوراً بعد جانور کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔
2. اگلے تین سیکنڈ میں EEG نے ایسی بے ہوشی ظاہر کی جیسی نیند کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ خون بہت بڑی مقدار میں اور تیزی سے نکل رہا تھا۔
3. ان 6 سیکنڈ کے بعد EEG صفر پر تھا اور اس سے بھی یہی ظاہر ہوا کہ اس وقت جانور کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تھی۔
4. جونہی EEG صفر پر آیا تو دل ابھی تک دھڑک رہا تھا اور جسم سکڑ رہا تھا جس کی بدولت جسم سے زیادہ سے زیادہ خون باہر نکل رہا تھا (اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر جانور کے جسم سے سارا خون نکل جائے تو صارفین کو بیماریوں سے پاک صحت افزا گوشت ملتا ہے)۔
5. **کیپٹو بولٹ اسٹننگ کے نتائج:**

1. اسٹننگ کے فوراً بعد ہی جانور بظاہر بے ہوش ہو گئے۔
2. اسٹننگ کے فوراً بعد EEG سے شدید تکلیف ظاہر ہو رہی تھی۔
3. سٹن کیے گئے جانوروں کے دل کی دھڑکن شرعی طریقے سے ذبح کیے گئے جانوروں کی دل کی دھڑکن کے مقابلے میں پہلے رُک گئی۔ اس کے نتیجے میں ان جانوروں کے گوشت میں زیادہ خون باقی رہ گیا (اور ایسی صورت میں بیماریوں سے پاک صحت افزا گوشت نہیں مل سکتا)۔

دیگر تحقیقات کے نتیجے میں اسٹننگ کے نقصانات:

کچھ اور اداروں نے بھی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ اسٹننگ کے متعدد نقصانات ہیں، جیسے:

1. بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اسٹننگ سے دماغ کے ٹشو جانور کے پورے جسم میں پھیل سکتے ہیں اور اگر ایسا جانور میڈ کاؤ بیماری میں مبتلا ہو تو اس کا گوشت انسانوں میں "میڈ کاؤ" بیماری کے پھیلاؤ کا سبب بن سکتا ہے، کیونکہ جانور کے دماغ اور حرام مغز ہی میں اس بیماری کے سب سے زیادہ جراثیم ہوتے ہیں۔
2. ٹیکساس کی اے اینڈ ایم یونیورسٹی اور کنیڈا کی فوڈ انسپکشن ایجنسی کی تحقیق کے مطابق Pneumatic اسٹننگ سے اتنی زور دار ضرب لگتی ہے کہ دماغ کے ذرات گائے کے پورے نظام میں پھیل جاتے ہیں حتیٰ کہ یہ پھیپھڑوں اور جگر تک میں داخل ہو سکتے ہیں۔ امریکا میں 30 سے 40 فیصد اسٹننگ اسی طریقے سے ہوتی ہے۔
3. اگر اسٹننگ درست نہ ہو پائے تو جانور کو دہری تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے۔ 1996ء میں یورپی کمیشن کی سائنسی کمیٹی نے رپورٹ دی تھی کہ 5 سے 10 فیصد جانوروں کی کیپٹو بولٹ اسٹننگ درست نہیں ہوتی۔
4. اگر اسٹننگ "ریورسیبل" ہو اور گردن کاٹنے میں تاخیر ہو جائے تو جانور کے ہوش میں آنے کے سبب مقصد فوت ہو جاتا ہے اور اسے بلا وجہ دہری تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک ادارے VIVA نے رپورٹ دی کہ مجوزہ وقفہ 20 سے 40 سیکنڈ کا ہے، لیکن عملاً بھیڑوں کے لیے 70 سیکنڈ کا وقفہ ہو جاتا ہے جس سے وہ ہوش میں آجاتی ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ذبح کے وقت انہیں دوبارہ تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے۔
5. نیورولوجسٹ ڈاکٹر ہیرالڈ ہل مین بھی اسٹننگ کو انتہائی تکلیف دہ خیال کرتے ہیں۔ ان کے مطابق اس کے تکلیف دہ ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ کچھ ملکوں میں قیدیوں کو بجلی کے جھٹکوں کے ذریعے ہی سزائیں دی جاتی ہیں (اگر اس سے تکلیف نہ ہوتی تو یہ سزا نہ دی جاتی)۔ جانور اس تکلیف کا اظہار چیخ کر یا حرکت کر کے اس لیے نہیں کر سکتے کہ اس کرنٹ سے وہ مفلوج ہو جاتے ہیں۔
6. اسٹننگ سے خون کی چھوٹی چھوٹی رگیں پھٹ سکتی ہیں اور اس کے نتیجے میں خون گوشت میں سرایت کر سکتا ہے۔

7. اسٹننگ کی وجہ سے جانور کا جسم مفلوج ہو جاتا ہے، خون کا بہاؤ بھی صحیح طریقے سے نہیں ہو پاتا، جس کی وجہ سے انتہائی زہریلے بیکٹیریا اور دیگر مادے گوشت کے اندر ہی رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ جب انسان اس گوشت کو استعمال کرتا ہے تو یہ زہریلے مادے اس کے جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

نتیجہ بحث:

1. مسلم اور غیر مسلم (غیر کتابی) کے ذبیحہ میں اسلامی شریعت امتیاز کرتی ہے۔
2. مسلم کا ذبیحہ بھی ہر حال میں شریعت اسلامی جائز تصور نہیں کرتی بلکہ اس کے لئے مخصوص شرائط نافذ کرتی ہے۔
3. اسلامی شریعت درست ذبح کے لئے آلات ذبح بھی مخصوص کرتی ہے۔
4. آلات ذبح میں شریعت کی بنیادی شرط کاٹنے کی صلاحیت ہونا ہے۔
5. آلات ذبح کے وزن سے ہلاک ہونے والا جانور شریعت اسلامی میں حلال متصور نہیں ہوتا۔
6. ذبیحہ کو اللہ کے نام سے ذبح کرنا، چاہے وہ کسی طرح بھی ہو، شرط لازم ہے۔
7. اہل کتاب کے ذبح کے لئے تسمیہ پڑھ کر چاروں میں سے اکثر رگیں کاٹنا بھی ضروری ہے۔
8. عصر حاضر میں مرغیوں کا مشینی ذبح بہت سے مفاسد پر مبنی ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔
9. مشینی ذبح کا شرعی متبادل موجود ہے جسے اختیار کیا جاسکتا ہے۔
10. مرغیوں کے علاوہ دیگر جانوروں کے ذبح میں استعمال کی جانے والی ٹیکنالوجی اسٹننگ (Stunning)، یعنی جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے بے ہوش کرنا، کا استعمال شرعاً درست نہیں۔
11. اسٹننگ کے استعمال میں انتہائی مہلک نقصانات تجربات سے ثابت ہو چکے ہیں۔
12. اسلامی شریعت کے مطابق چھوٹے بڑے جانوروں کو ذبح کرنا ہی جانوروں کے لئے بھی اور انسانی صحت کے لئے بھی مفید ہے۔
13. دور حاضر کے مشینی ذبح کے طریقے اسلامی ذبیحہ کے متبادل نہیں ہوسکتے۔
14. البتہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق مشینی ذبح کا متبادل موجود ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔
15. اسلامی تعلیمات میں تمام انسانوں کے لیے خیر ہی خیر ہے، اگرچہ ہمیں معلوم نہ ہو۔ اب سائنس بھی اس حقیقت کو آشکارا کر رہی ہے۔

حوالہ جات

[1] - بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، محقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، طبع: اول، 1422ھ، کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ، رقم: 392۔

[2] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفہ - بیروت، 1379ھ، 1/496۔

[3] الزجاج، ابراہیم بن سری، (متوفی: 311ھ)، معانی القرآن واعرابہ، محقق: عبد الجلیل عبدہ شلبی، عالم الکتب - بیروت، طبع: اول، 1408ھ، 2/145-146۔

[4] قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد (متوفی: 671ھ)، تفسیر قرطبی، تحقیق: احمد البردونی وابراہیم اطفیش، دار الکتب المصریہ - قاہرہ، طبع: دوم، 1384ھ-1964م، 6/53۔

[5] بیہقی، احمد بن حسین بن علی (التوفی: 458ھ)، السنن الکبری، محقق: محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت - لبنان، طبع: سوم، 1424ھ-2003م، 9/466۔

[6] الشافعی، ابوعبد اللہ محمد بن ادریس القرشی المکی (التوفی: 204ھ)، الام، دار المعرفہ - بیروت، 1410ھ-1990م، 2/259۔

[7] نووی، ابوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف (التوفی: 676ھ)، المجموع شرح المہذب، دار الفکر، 9/83، 84۔

[8] القاضی، محمد تقی عثمانی بن شیخ مفتی محمد شفیع، بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرہ، دار القلم - دمشق، طبع: دوم، 1424ھ-2003م، ص: 391۔

[9] ابن قدامہ، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد (متوفی: 620ھ)، المغنی لابن قدامہ، مکتبۃ القاہرہ، 1388ھ- 1968م، 9/ 397۔

[10] الکاسانی، علاء الدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد (متوفی: 587ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، طبع: دوم، 1406ھ- 1986م، 5/ 41۔

[11] ابن قدامہ، المغنی، 9/ 397۔

[12] محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الشرکۃ، باب قسمۃ الغنائم، رقم: 2488۔

[13] ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (التوفی: 1252ھ)، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر - بیروت، طبع: دوم، 1412ھ-1992م، 6/296۔

[14] وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ - الکویت، الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، دار السلاسل - الکویت، 8/ 90۔

[15] ابن قدامہ، المغنی، 9/395۔

[16] المائدہ: 5۔

[17] ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (متوفی: 774ھ)، تفسیر القرآن العظیم، محقق: سامی بن محمد سلامہ، دار طیبہ للنشر والتوزیع، طبع: دوم، 1420ھ-1999م، 3/40۔

[18] الجصاص، احمد بن علی ابو بکر الرازی الحنفی (المتوفی: 370ھ)، احکام القرآن، محقق: محمد صادق القمحاوی، دار احیاء التراث العربی- بیروت، 1405ھ، 3/320، 321۔

[19] الشافعی، الام، 4/ 299۔

[20] ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، 3/ 40۔

[21] الجصاص احکام القرآن، 3/ 320، 321۔

[22] الانعام: 118۔

[23] ابن قدامہ، المغنی، 9/ 389۔

[24] لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخی، الفتاوی الہندیہ، دار الفکر، طبع: دوم، 1310ھ، 5/286۔

[25] محمد بن یوسف بن ابی القاسم بن یوسف العبدری الغرناطی، (المتوفی: 897ھ)، التاج والاکلیل لمختصر خلیل، دار الکتب العلمیہ، طبع: اول، 1416ھ-1994م، 4/328۔

[26] بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرۃ، ص: 425۔

[27] علاء الدین، محمد بن علی بن محمد الحِصْنی الحنفی (المتوفی: 1088ھ)، الدر المختار شرح تنویر الابصار وجامع البحار، محقق: عبد المنعم خلیل ابراہیم، دار الکتب العلمیہ، طبع: اول، 1423ھ-2002م، 1/48۔

[28] ایضاً، 1/334۔

[29] نیسابوری، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری (المتوفی: 261ھ)، صحیح مسلم، محقق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی-بیروت، کتاب الصید والذبائح ومایؤکل من الحیوان، باب الامر باحسان الذبح والقتل، وتحدید الشفرۃ، رقم: 1955۔